Al-Marjān Research Journal
Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Portraying the Seerah in the Framework of the Novel: A Critical and Thematic Evaluation of *Meer-e-Hijaz*

ناول کے اسلوب میں سیرت نگاری: "میرِ حجاز" کا فنی و موضوعاتی تجزیہ

Authors Details

1. **Syed Shahzad Ali** (Corresponding Author)
   Ph.D. Research Scholar, Government College University, Lahore, Pakistan.
   Email: shahzadalee@gmail.com
2. **Dr. Hafiz Muhammad Naeem**
   Director, Sheikh Abū al-Ḥasan ʿAlī al-Shādhilī Research Centre, Government College University, Lahore, Pakistan.

Citation

Ali, Syed Shahzad, and Hafiz Muhammad Naeem."Portraying the Seerah in the Framework of the Novel: A Critical and Thematic Evaluation of Meer-e-Hijaz."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.1, Jan-Mar (2025): 356−369.

Submission Timeline

Received: Dec 20, 2024
Revised: Jan 06, 2025
Accepted: Jan 20, 2025
Published Online: Feb 03, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Portraying the Seerah in the Framework of the Novel: A Critical and Thematic Evaluation of *Meer-e-Hijaz*

ناول کے اسلوب میں سیرت نگاری: "میرِ حجاز" کا فنی و موضوعاتی تجزیہ

☆ سید شہزاد علی ☆ ڈاکٹر حافظ محمد نعیم

Abstract

The *novel*, as a literary form, has long served as a mirror of human experience—exploring life's challenges, emotional struggles, and social realities through structured narrative techniques. In the evolving landscape of Urdu literature, the art of *Seerah writing*—the biographical portrayal of the Prophet Muhammad ﷺ—has begun to intersect with fictional literary devices to increase its appeal and accessibility. *Meer-e-Hijaz* by Dr. Akhtar Hussain Azmi represents a prominent endeavor in this direction. While preserving reverence for the subject, the author employs essential elements of the novel—such as plot structure, character development, descriptive imagery, dialogue, and narrative suspense—to present the Prophet's ﷺ life in an engaging, emotionally resonant, and literary manner. This study provides an analytical evaluation of *Meer-e-Hijaz*, assessing both its narrative style and thematic depth. The work stands out for its integration of authentic historical references, poetic translations of Arabic verses, chronological coherence, and moral instruction. The innovative use of chapter titles in literary style rather than traditional ones offers creative freshness, though at times may obscure immediate comprehension for the general reader. The novel's expansive scope also raises questions about length and narrative density. Ultimately, *Meer-e-Hijaz* sets a benchmark in novel-based Seerah writing by merging factual integrity with literary aesthetics. This paper highlights its strengths, critically examines limitations, and explores how such literary methods can reshape contemporary Islamic narrative discourse.

Keywords: Novel, Seerah, Meer-e-Hijaz, narrative style, Islamic literature.

تعارف موضوع

سیرتِ طیبہ ﷺ اسلام کی سب سے نازک اور مقدس علمی و ادبی صنف ہے، جسے ہر دور میں مختلف اسالیب میں پیش کیا گیا۔ جدید اردو ادب میں سیرت نگاری کا ایک نیا رجحان ناول کے قالب میں سیرت پیش کرنے کا ہے۔ اس اسلوب کا بنیادی مقصد سیرت کو ادبی ذوق رکھنے والے قارئین تک زیادہ مؤثر اور دلنشین انداز میں پہنچانا ہے۔ ناول چونکہ انسانی زندگی، اس کے جذبات، کشمکش، اور معاشرتی حالات کی عکاسی کرتا ہے، اس لیے اس کی تکنیک سیرت نگاری میں نیا ذائقہ پیدا کرتی ہے۔ ڈاکٹر اختر حسین عزمی کی تصنیف میرِ حجاز سیرت نگاری کی ایسی ہی کوشش ہے، جس میں ناول کے اسلوب کو برت کر سیرتِ نبویؐ کو ایک دلنشیں اور متحرک انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ مصنف نے بیانیہ، مکالمہ، منظر نگاری، پلاٹ اور

☆ پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔
☆ ڈائریکٹر، شیخ ابوالحسن علی الشاذلی ریسرچ سینٹر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

کردار سازی کے فنی عناصر کو بروئے کار لاتے ہوئے سیرت کے واقعات کو ادبی پیرائے میں پیش کیا ہے۔زیر نظر مقالہ اسی کتاب کا فنی وموضوعاتی تجزیہ پیش کرتا ہے،اور اس طرزِ نگارش کے اثرات وامکانات پر روشنی ڈالتا ہے۔

مبحث اول:ناول - فنی تعریف،اجزائے ترکیبی اور حقیقت نگاری کی روایت

ناول اردو ادب کی ایک صنف ہے۔ زندگی کی عکاسی کرنے والے قصہ یا کہانی کو ناول کہا جاتا ہے۔ ناول ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ہماری زندگی کا عکس نظر آتا ہے یعنی اس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ ہمارے سامنے کیا مشکلیں آتی ہیں اور ہم ان مشکلوں پر کس طرح قابو پاتے ہیں۔ناول اطالوی زبان کا لفظ ہے جو انگریزی سے ہوتا ہوا اردو میں آیا۔اس کے معنی انوکھا ،نرالا کے ہیں۔اصطلاح میں ناول وہ کہانی ہے جس کا موضوع انسان کی زندگی ہو۔ناول میں حقیقت نگاری بنیادی چیز ہے۔فرضی اور خیالی چیزوں سے اجتناب کیا جاتاہے۔اصل میں ناول داستان کی ارتقائی شکل ہے اور انسانی زندگی کی تصویر کشی کرتا ہے۔[1]

"ایک فرضی نثری قصہ جس میں حقیقی زندگی کی تصویر خصوصاً انسانوں کی جذباتی کشمکش تسلسل کے ساتھ پیش کی گئی ہو، پلاٹ اور کردار نگاری اس کے بنیادی اور اہم ترین عناصر سمجھے جاتے ہیں۔"[2]

ناول کو انسانی کردار کی مصوری گردانا جاتا ہے۔انسان کے کردار پر روشنی ڈالنا اور اس کے اسرار کو کھولنا ہی ناول کا بنیادی مقصد ہے۔ناول کے اجزائے ترکیبی میں کہانی،پلاٹ،کردار،زبان و بیان،منظر نگاری،مکالمہ نگاری،تجسس،تسلسل شامل ہیں۔ ناول کی بناوٹ میں ہر جزو کا اپنا کردار ہے۔اس کے بغیر ناول کی ترکیب مکمل نہیں ہوتی۔ جتنا زیادہ ان اجزائے ترکیبی کا استعمال مناسب اور موزوں ہو گا،اتنا ہی ناول کی ساخت مضبوط اور مرقع ہوتی جائے گی اور اس کے اندر پیغام رسانی اور کہانی کا اثر مؤثر اور جاذب نظر ہو گا۔پلاٹ،کردار،زبان وبیان،منظر نگاری،مکالمہ،تجسس کسی بھی کہانی کو ایک مربوط اور منظم انداز میں لحہ بہ لحہ پیش کرتے ہیں۔جس میں قاری کا تجسس برقرار رہتاہے۔اگر کسی بھی جگہ ان اجزائے ترکیبی میں باہمی ربط کمزور پڑ جائے تو اس کا مجموعی اثر ناول کی بناوٹ پر اتر آتا ہے۔

مبحث دوم:ناول کے اسلوب میں سیرت نگاری

برصغیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور سوانح کے بیان کے لیے نظم و نثر کے اہم اسالیب و مناہج اختیار کیے گئے۔ان مناہج میں خطہ کی معروضی حالت بھی جھلکتی ہے اور مصنفین کے ذاتی رجحانات و میلان کا عمل دخل بھی دکھائی دیتاہے۔نیز پڑھنے والوں کے ذوق کا لحاظ بھی نظر آتا ہے۔ برصغیر کی سیرت نگاری کی تاریخ مرتب کرنے والے حضرات نے سیرت نگاری کا ایک اسلوب ادبی اسلوب بھی قرار دیا ہے۔[3]

ڈاکٹر محمود احمد غازی ادبی اسلوب کی بابت بیان کرتے ہیں:

> "ادیبانہ اسلوب سے مراد یہ ہے کہ سیرت کے واقعات کو خالص ادبی اسلوب نظم یا نثر میں مرتب کیاجائے۔ دراصل جب سیرت کے واقعات مرتب ہو گئے،مستند قرار پا گئے اور لوگوں تک پہنچ گئے تو بعض ادیب حضرات نے ان کو یا تو حکایت کے انداز میں یا نظم میں یا مکالمہ اور کہانی کے انداز میں بیان کیا۔ان کا مقصد

---

[1] -Farūqī, Muḥammad Aḥsan, Dr. *Urdu Nāval kī Tanqīdī Tārīkh*. Lucknow: Sarfarāz Qawmī Press, Idārah Farogh-e-Urdu, 1692 AH, 8.

[2] -*Urdu Lughat: Tārīkhī Uṣūl par*. Islamabad: Idārah Farogh-e-Qawmī Zabān, Qawmī Virsa o Saqāfat Division, Government of Pakistan. https://udb.gov.pk/result.php?search=ناول

[3] -Muḥammad Naʿīm, Ḥāfiẓ, "Nāval ke Pērāye meṅ Sīrat Nigārī kā Uslūb: Tajziyātī Muṭālaʿa" (Lahore: Department of Urdu, Government College University, *Taḥqīq Nāma*, July–December 2021), 29: 76.

یہ تھا کہ عامۃ الناس میں وہ لوگ جو سیرت پر سنجیدہ کتابیں نہیں پڑھنا چاہتے ان کے لیے سیرت کے مواد میں ایسی ادبی چاشنی اور رنگ پیدا کر دیا جائے کہ غیر متخصص بھی سیرت کا مطالعہ کرنے پر آمادہ ہو جائے۔"[4]

ناول کے پیرائے میں سیرت نگاری کا مقصود بھی یہی جذبہ تھا کہ وقائع سیرت میں ادبی رنگ وچاشنی شامل کر کے اسے عوام الناس کے لیے بہم پیش کیا جائے تاکہ لوگوں کو اسوہ حسنہ سے شناسائی حاصل ہو سکے اور ان کو عمل پر ابھارا جاسکے۔ اگرچہ محدثین اور مستند ارباب سیرت کے ہاں اس اسلوب کو پذیرائی حاصل نہ ہو سکی، جن حضرات نے اس اسلوب کے تحت کتابیں لکھیں اگر آج آئمہ محدثین زندہ ہوتے تو شاید ان کے ساتھ بری طرح پیش آتے۔

اگرچہ بعض ناقدین نے سیرت نگاری کے اس اندازواسلوب کو مقام نبوت و رسالت اور عظمت پیغمبر ﷺ کے منافی سمجھا اور دیگر مسلم تاریخی شخصیات کے احوال و فتوحات کو داستان (ناول) کے پیرائے میں بیان کرنے کی اجازت تو دی لیکن حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ کے حوالہ سے اس کو مناسب نہیں سمجھا اور اپنی ناپسندیدگی کی وجہ بیان کیں۔[5]

ناول کے پیرائے میں سیرت نگاری کی کاوش عربی زبان و ادب میں بھی پائی جاتی ہے ڈاکٹر طہٰ حسین نے نبی اکرم ﷺ کی سیرت کو اس اسلوب میں رقم کیا ہے۔"الوعد الحق" کے نام سے صحابہؓ کے احوال کا تذکرہ بیان کیا ہے۔ اردو ادب میں ناول کے پیرائے میں سیرت نگاری کا آغاز عبدالحلیم شرر (۱۹۲۶ء) کی "جویائے حق" سے ہوتا ہے۔ "جویائے حق" میں حضرت سلمان فارسیؓ کی تلاش ہدایت اور قبول اسلام کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ سیرت جیسے حساس موضوع پر براہ راست لکھنے کی بجائے حضرت سلمان فارسیؓ کے سوانح اور ان کے خطوط کے ذریعہ رسالت ماب ﷺ کے حالات زندگی پیش کیے گئے ہیں۔ اس ضمن میں مولانا صادق حسین سردھنوی کا "آفتاب عالم"، احسان بی اے کا "ننھے حضور"، ماہر القادری کا "دریتیم" اور ڈاکٹر ابدال بیلا کی کتب "ادبی پیرائے میں سیرت نبوی"، "آقا" اور "اعتکاف" ناول کے پیرائے میں سیرت نگاری کی عمدہ مثالیں ہیں۔

"میر حجاز" از ڈاکٹر اختر حسین عزمی

ناول کے پیرائے میں سیرت نگاری میں ایک اور اضافہ ڈاکٹر اختر حسین عزمی[6] کی "میر حجاز" ستمبر ۲۰۲۳ء میں اسلامک پبلیکیشنز لاہور کی جانب سے بڑے سائز کے ۱۰۰۴ صفحات پر شائع ہوئی۔ جس میں نبی اکرم ﷺ کے حالات زندگی کو ایک مسلسل کہانی کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ ادبی اسلوب کی حامل اس کتاب کو ناول کے اجزائے ترکیبی کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ ناول کے پیرائے میں سیرت نگاری کے حوالہ سے اردو ادب میں یہ ایک حسین اضافہ ہے۔ جس میں مصنف کی ادبی مہارت، نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس سے عقیدت، مستند اور جامع روایات سے استنباط، نوجوان نسل کے لیے سیرت نگاری میں خصوصی رغبت پیدا کرنا اہم ترین مقصد شامل ہے۔

---

[4] -Ghāzī, Maḥmūd Aḥmad, Dr. *Muḥāḍarāt-e-Sīrat*. Lahore: Al-Faisal Nāsharān, 2007, 205.

[5] -Ḥāfiẓ, Muḥammad Naʿīm, "*Nāval ke Pērāye meṅ Sīrat Nigārī kā Uslūb: Tajziyātī Muṭālaʿa*," 76.

[6]۔ڈاکٹر اختر حسین عزمی ۱۵ ستمبر ۱۹۶۳ء کو ضلع قصور کے ایک قصبہ جمبر کلاں میں پیدا ہوئے۔ ایم اے اور پی ایچ ڈی اسلامک اسٹڈیز کی ڈگریاں پنجاب یونیورسٹی شعبہ علوم اسلامیہ سے حاصل کیں۔ آپ نے بطور لیکچرر گورنمنٹ کالج بھائی پھیرو (قصور) سے اپنی ملازمت کا آغاز کیا۔ ۲۰۰۸ تا ۲۰۱۲ء گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد میں تعینات رہے۔ ازاں بعد ۲۰۱۳ء سے ۲۰۲۳ء تک ٹاؤن شپ کالج میں صدر شعبہ اور آخر میں بطور پرنسپل ۱۴ ستمبر ۲۰۲۳ء کو ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ علمی حلقوں میں معروف ہیں۔ Peace TV پر آپ کے دو سو سے زائد پروگرام آن ایئر ہو چکے ہیں۔ آپ کی علمی و ادبی خدمات پر تین مقالہ جات لکھے گئے ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں مولانا امین احسن اصلاحی حیات و افکار (پی ایچ ڈی کا مقالہ)، آداب اختلاف، عظمت کردار، نیل کا مسافر، امام شافعیؒ کے علمی سفر، مرد درویش، سلطان زنگی کی بیوہ، فطرت انسانی اور دعوت و تربیت، دعوت بالقرآن، تجدید دین اور جدت، ترقی پسند ادب اور پاکستان کا تہذیبی تناظر، میر حجازؐ (سیرت کہانی)، ان کتب کے علاوہ آپ کے مضامین پاکستان اور انڈیا کے معتبر علمی رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حیات طیبہ پر کہانی کے اسلوب میں لکھی جانے والی یہ کتاب انتہائی اچھے اسلوب اورانداز بیان کی حامل ہے۔اختر حسین عزمی کی تحریر ،سلاست، روانی اور جاذبیت سے بھرپور ہے۔ ڈاکٹر خورشید رضوی اس کتاب کی تقریظ"دل پذیر سیرت کہانی"کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"سرِ دلبراں کو حدیث دیگراں میں بیان کرنا ،بیان کی دل نشینی میں اضافہ کرتا ہے اور تاریخ کو داستان کے پیرائے میں لانا ،سننے والوں کی دلچسپی اور اثر پذیری کا باعث ہوتا ہے۔ تاہم یہ کام آسان نہیں خصوصاً جب کہ سیرت طیبہ جیسا نازک موضوع ہو ہمارے ہاں مولانا عبدالحلیم شرر اور ماہر القادری جیسے اہل قلم نے اور دنیائے عرب میں صاحبِ اسلوب ادیب ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اس جادہ دشوار پر گامزن ہونے کی ہمت کی۔ سیرت اور نعت کا حق تو کون ادا کر سکتا ہے ، ہاں پر کوشش اپنی جگہ ، حصول سعادت کا ایک بہانہ ضرور ہوتی ہے۔"[7]

مصنف میر حجاز کے مطابق سیرت کے سبق آموز واقعات کو یا تو موضوعاتی تقسیم کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یا واقعات مغازی کو ایک زمانی ترتیب کے ساتھ،لیکن ان کے درمیان تحقیقی و تنقیدی مباحث کی موجودگی کے باعث وہ قوت تاثیر کمزور پڑ جاتی ہے جو ایک مسلسل کہانی کا خاصہ ہے۔ان تمام علوم اور تنقیدی مباحث کی افادیت سے انکار نہیں جو کتب سیرت کا حصہ ہیں، لیکن میرا مقصد تو سیرت کے پیغام کی قوت تاثیر کا حصول ہے۔[8]

مصنف اس نقطہ نظر کے قائل ہیں کہ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سیرت طیبہ سے شناسائی کے بغیر نوجوانوں میں حُبِ رسولؐ پیدا نہیں کی جا سکتی ۔ضرورت اس امر کی ہے کہ علمی و تنقیدی مباحث کو نکال کر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زندگی کے واقعات کو ایک تسلسل اور ترتیب کے ساتھ اس طرح بیان کر دیا جائے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اردگرد کے لوگوں کے کردار ایک فطری انداز سے آگے بڑھتے ہوئے نظر آئیں۔اس کے لیے بچوں اور نوجوانوں کی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے قدرے افسانوی اسلوب اختیار کیا ہے۔لیکن مصنف اس حقیقت سے بھی آگاہ ہیں کہ سیرت نگاری میں تخیل کی پرواز کی حدود ہیں جن کو حقیقی زندگی پر ہی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ذہنی اختراع اور اپنی طرف سے کسی قسم کی رطب و یابس کی یہاں گنجائش نہ ہے۔

"اس اعتبار سے مجھے تنے ہوئے رسّے پر چلنا پڑا۔کہانی میں دلچسپی قائم رکھنے کے لیے ناول کی فنی تکنیک کو اختیار کرنا بھی ضروری تھا۔ جب کہ اللہ کے رسولؐ سے کوئی بات منسوب کرتے ہوئے حدیث بھی ہر دم پیش نظر تھی۔

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِداً فَلْيَتَبَوأْ مَقْعَدَهُ مِنَ اَلنارِ"[9]

(جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ گھڑا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے ۔)

ناول کے اجزائے ترکیبی،کہانی، پلاٹ، کردار، زبان و بیان، منظر نگاری، مکالمہ ، تجسس اور تسلسل کا بخوبی خیال رکھا گیا ہے۔کتاب کا آغاز "حرم کے مجاور "کے عنوان سے ہوتا ہے جس میں سلمیٰ بنت عمرو اور عمرو بن عبد مناف کی کاروباری اور تجارتی شناسائی کے بعد شادی کے پیغام کا تذکرہ ہے۔ مصنف کی خوبی یہ ہے کہ کہانی کے اندر ہی مطلوبہ معلومات اور تعارف پیش کرتے ہیں۔ مکالماتی انداز میں عمرو بن عبدمناف کا تعارف کروادیتے ہیں کہ یہ سردار قریش قصی بن کلاب کا پوتا اور عبد مناف کا بیٹا ہے۔ اہل مکہ

[7] -Rizwī, Khurshīd, Dr. "Dil Pazeer Sīrat Kahānī (Taqrīẓ)." In *Mīr-i-Ḥijāz* ﷺ, by Akhtar Ḥusain ʿAzmī, Lahore: Islamic Publications, 2023, 6.

[8] -ʿAzmī, Akhtar Ḥusayn, Dr. *Mīr Ḥijāz* ﷺ. Lahore: Islamic Publications, 2023, 7.

[9] -Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Bukhārā: Dār al-Salām, n.d.), kitāb al-ʿIlm, bāb al-Ithm, man kadhaba ʿalā al-Nabī ﷺ, ḥadīth no. 107.

اسے ہاشم کے لقب سے پکارتے ہیں۔ہاشم کی وجہ تسمیہ بھی بیان کرتے ہیں۔مختلف ملکوں یمن و حبشہ اور شام و عراق کے فرمانرواؤں سے اپنے قبیلے کے لیے تجارتی مراعات حاصل کرنے پر ان کا صاحب ایلاف مشہور ہونا بھی بیان کرتے ہیں۔مصنف "میر حجازؐ" "کتاب کے اسلوب" اور پھر بیان اپنا" میں گیارہ نکات بیان کرتے ہیں کہ اس کتاب کو تحریر کرنے میں کن امور کا لحاظ رکھا گیا۔اگر یہ نکات قاری کے سامنے رہیں توکتاب کا اسلوب نگارش زیادہ مؤثر انداز سے سمجھ آتا ہے ۔"میر حجازؐ" کا تجزیہ درج ذیل ہے۔

۱۔حوالہ جات کا اندراج

اگرچہ یہ کتاب ایک کہانی کی صورت میں لکھی گئی ہے لیکن ناول کے پیرائے میں لکھی جانے والی دوسری کتبِ سیرت سے اسے جو چیز ممتاز بناتی ہے وہ اس کے حوالہ جات کا اندراج ہے۔مصنف نے کسی بھی واقعہ کو بیان کرنے کے بعد اس کا حوالہ مستند کتب سیرت، کتب تاریخ، کتب احادیث سے بیان کیا ہے۔حوالہ کے اندراج کے لیے اگر پہلی دفعہ اس کتاب کا حوالہ آیا ہے تو اس کے بارے مکمل معلومات کہ یہ کتاب کہاں سے چھپی ہے،اس کا مصنف کون ہے؟ کتاب کا نام اور صفحہ نمبر بیان کرتے ہیں۔دوبارہ اسی کتاب کا حوالہ آنے کی صورت میں صرف کتاب کا نام اور صفحہ نمبر درج کرتے ہیں۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسند احمد، طبقات ابن سعد، مستدرک حاکم، ضیاء النبی، سیرت ابن ہشام، سیرت ابن کثیر، الوعد الحق، حیاۃ الصحابہ، الرحیق المختوم، سیرت النبی، مدارج النبوۃ، سنن بیہقی، الاصابہ، مجمع الزوائد، محسن انسانیت، سبل الہدی، مشکوٰۃ المصابیح، سیرت دحلان، تفہیم القرآن، ضیاء القران، زادالمعاد، سنن دارمی، الوثائق السیاسیہ، تاریخ طبری، رحمت اللعالمین، امتاع الاسماع، مقریزی کے حوالے فٹ نوٹ میں بیان کیے ہیں۔حدیث، سیرت، تاریخ کی مستند کتب سے حوالہ جات پیش کرنے سے "میر حجازؐ" کی استنادی حیثیت معتبر ہو جاتی ہے۔یہ ایک ادبی کتاب کے ساتھ ساتھ ریفرینس بک بھی بن جاتی ہے۔مزید بر آں قاری کو اس امر کا احساس بھی رہتا ہے کہ یہ محض ادبی شہ پارہ ہی نہیں بلکہ اس کی استنادی حیثیت بھی مستند ہے۔کسی بات کی وضاحت کے لیے فٹ نوٹ میں اس کی مختصر تشریح اور تعارف بھی بیان کیا گیا ہے۔

جب قریش مکہ کے مظالم کے ہاتھوں مسلمان مجبور ہو کر ہجرت حبشہ کے لیے ارادہ کر چکے، تو بحر احمر کے کنارے شعیبہ کی چھوٹی سی بندر گاہ پر دو کشتیاں حبشہ جانے کے لیے تیار تھیں۔مکہ سے مسلمان اونٹوں پر سوار ہو کر شعیبہ کے ساحل پر پہنچ رہے تھے۔شعیبہ کا تعارف مصنف "میر حجازؐ" کے فٹ نوٹ میں یوں بیان کرتے ہیں:

> "جدہ کی بندر گاہ بننے سے پہلے اہل مکہ کی کشتیاں شعیبہ کے مقام پر لنگر انداز ہوتی تھیں۔جو کہ جدہ کے مقام سے چند میل کے فاصلے پر ہے اور شعیبہ سے حبشہ کے بحری سفر میں چند گھنٹے صرف ہوتے تھے۔جدہ کی بندر گاہ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں تعمیر ہوئی۔"[10]

اس طرح بنو اوس اور بنو خزرج کے بارے میں جب لفظ بنو قیلہ استعمال ہوتا ہے تو اس کے تعارف میں فٹ نوٹ میں وضاحت کر دیتے ہیں: بنو اوس اور بنو خزرج کی ماں کا نام قیلہ تھا۔اس نسبت سے ان دونوں خاندانوں کو بنو قیلہ کہا جاتا تھا۔[11]

۲۔اشعار کا منظوم ترجمہ

اسلوب کے نکات نمبر ۱۱ میں لکھتے ہیں:

اکثر مقامات پر عربی اشعار کا منظوم ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ شعر کی شعریت، نغمگی اور قوتِ تاثیر سے قارئین محظوظ ہو سکیں۔مصنف مستند کتب تاریخ و سیرت سے عربی اشعار کو بر محل استعمال کرتے ہیں جس سے کتاب کا ادبی حسن دو چند ہو جاتا

10 -ʿAzmī, *Mīr-i Ḥijāz* ﷺ, 234.

11- ʿAzmī, *Mīr-i Ḥijāz* ﷺ, 359.

ہے ۔منظوم ترجمہ مفہوم کی ادائیگی کے لیے سماعتوں پر اچھا تاثر پیدا کرتا ہے۔عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کی وفات پر یوں مرثیہ کہا:

عفا جانب البطحاء من آل هاشم	آغوش تیری بطحا!
وجاور لحدا خارجا في الغمائم	اب ہوگئی ہے خالی ہاشم کے لاڈلے سے
دعته المنايا دعوة فأجابها	جاکر جو سو گیا ہے مٹی تلے ہی تنہا
وما تركت في الناس مثل ابن هاشم	لبیک اس نے کہہ دی دعوت پہ یوں اجل کی
عشية راحوا يحملون سريره	ہاشم کے پسر سا اب بیٹا کہاں رہا ہے
تعاوره أصحابه في التراحم	غمناک شام تھی وہ جب چارپائی اس کی
فان تك غالته المنون وريبها	لے جارہے تھے بندے، کاندھا بدل بدل کر
فقد كان عطاء كثيرالتراحم [12]	گرچہ اجل نے اس کو ہم سے جدا کیا ہے لیکن نقوش اس کے، رحم و کرم، سخاوت ہم سے جدا نہیں

اشعار کا منظوم ترجمہ آزاد نظم میں ہے۔کتاب کے آغاز میں اشعار کے منظوم ترجمہ میں زیادہ پختگی نہیں پائی جاتی لیکن کتاب کے آخر میں منظوم ترجمہ میں ادبیت، جاذبیت،روانی اور سلاست اہتمام کے ساتھ موجود ہے۔مصنف نے اپنے انٹرویو میں بھی بتایا کہ آغاز میں منظوم ترجمہ کی زیادہ کاوش نہ کی گئی۔ لیکن ازاں بعد باقاعدہ اہتمام کے ساتھ اردو زبان میں منظوم ترجمہ کرنے کی کوشش و کاوش کی گئی ہے۔

حضرت عبدالمطلب اپنے فرزندوں اور قریش کے دیگر افراد کے ساتھ حطیم کعبہ میں موجود ہیں۔حضرت عبداللہ کی لونڈی برکہ (ام ایمن) حضرت عبدالمطلب کو پوتے کی خوشخبری سناتی ہے۔حضرت عبدالمطلب پوتے کو سینے سے لگائے خانہ کعبہ میں آگئے اور ان کی زبان پر فی البدیہہ یہ اشعار جاری ہوئے:

الحمدلله الذى اعطانى	تعریف اس خدا کی، جس نے عطا کیا ہے۔
هذا الغلام الطيب الاردان	پاکیزہ آستیں کا، بچہ حسیں، نرالا
قد سارفى المهد على الغلمان	اپنے پنگھوڑے ہی میں سردار ہے سبھی کا
اعيذه بالبيت ذى الاكان	بیت اللہ کی پناہ میں اس کو میں سونپتا ہوں
حتى اراه بالغ البنيان	خواہش ہے اس کو دیکھوں، ہر دم جوانِ رعنا
اعيذه من شرذى شنان	رب سے یہی دعا ہے محفوظ اس کو رکھے دشمن کی دشمنی سے
من حاسد مضطرب العيان [13]	آنکھیں گھمانے والے سب حاسدوں کے شر سے

جنگ احد کے موقع پر جب دونوں لشکر باہم آمنے سامنے تھے۔اس وقت ابو سفیان کی بیوی ہندبن عتبہ اوراس کے ساتھ آئی ہوئی خواتین رجزیہ اشعار گا کر قریش کے پرچم بردار بنی عبدالدار کو جنگ پر ابھار رہی تھیں۔ان میں ابوجہل کے بھائی حارث بن ہشام کی بیوی فاطمہ بنت ولید ،عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی ام حکیم بنت حارث، عمرو بن عاص کی بیوی ربطہ بنت منبہ، صفوان بن امیہ کی بیوی برزہ بنت مسعود، مصعبؓ بن عمیر صحابی کی ماں خناس بنت مالک اور دیگر عالی نسب پندرہ خواتین اپنے عزیزوں کے ساتھ

---

[12]- Ibn Saʿd, Muḥammad. *Ṭabaqāt Ibn Saʿd* (Beirut: Dār Ṣādir, n.d.), 1: 99.

[13] -Mubārakpūrī, Ṣafī al-Raḥmān. *Al-Raḥīq al-Makhtūm* (Lahore: Maktabah Salafiyyah, n.d.), 83–84; K̲h̲ān, Muḥammad Tahīr. *Ḍiyāʾ al-Nabī* (Lahore: Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, n.d.), 2: 29–30.

میدان جنگ میں آئی ہوئی تھیں۔وہ دف بجا تیں، مقتولوں کے مرثیے گا تیں، خود بھی آہ و فغاں کرتیں اور لوگوں کو رلاتی تھیں اور ان کے جوشِ انتقام کو مزید بھڑکاتی تھیں۔ان خواتین کو ساتھ لانے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ قریش اپنی خواتین کے سامنے اپنی مردانگی کے اظہار کے لیے ثابت قدم رہیں اور اپنی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے آخر دم تک ڈٹے رہیں۔ اب وہ فوج کے مختلف حصوں کے ساتھ ہیجان انگیز انداز میں گاتی ہوئی گزر رہی تھیں۔ اس مفہوم کے حامل عربی اشعار کو اردو کے منظوم قالب میں یوں ڈھالا گیا ہے:

شرفا کی بیٹیاں ہیں
نرم و گداز قالیں پہ چلنے والیاں ہیں
موتی گلے میں پہنے، کستوری مانگ میں ہے
گر تم بڑھو گے آگے، حملہ کرو گے ان پر
تو تم کو گلے لگائیں ، قالین ہم بچھائیں
گر پیٹھ تم دکھاؤ ، ہم تم سے روٹھ جائیں[14]

۳۔ قبول اسلام کے مستند واقعات

صحابہ کرامؓ کے قبول اسلام کے بعد کے اقوال و واقعات کو بھی پوری تحقیق کے بعد مِن وعَن بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔البتہ کسی صحابیؓ کی بیان کردہ واحد متکلم والی روایات کو بھی صیغہ غائب میں بیان کیا ہے۔قبل از اسلام صحابہؓ کی زندگی کے بیان میں تخیل کی معمولی سی آمیزش کی گنجائش پیدا کرتے ہوئے منظر کشی کی گئی ہے۔دشمنان اسلام کی سوچ ،منصوبہ بندی،شان و شوکت کے بارے میں تاریخی روایات سے اخذ شدہ مواد کو مکالمات اور منظر کشی کی مدد سے مؤثر بنانے کی کوشش کی ہے۔اس میں بھی کسی قدر خیال آرائی کی ضرورت پڑی ہے لیکن یہ سارے مواد میں ایک دو فیصد سے زائد نہیں ہے۔[15]

حضرت بلالؓ کو جب بھی کوئی پریشانی ہوتی تو وہ ایک آنے والے رسولؐ کا تصور ذہن میں لاکر تسکین باہم پہنچاتے۔اس رات ابو بکر صدیقؓ، حضرت بلالؓ کے پاس آئے تو کہا کہ تمھیں خوشخبری سنانے آیا ہوں۔ جس نبی کے انتظار میں تم دن گزار رہے ہو،اس نبی کا ظہور ہو چکا۔ابو بکر صدیقؓ نے آپؐ کے بارے بیان کیا۔مصنف لکھتے ہیں:

> "بلالؓ نے رات پہلو بدلتے گزاری،رب کی بندگی میں سب انسانوں کو یکجا کرنے کی دعوت کی کشش ایسی تھی کہ صبح ہوتے ہی وہ ابو بکرؓ کے ہمراہ بارگاہ رسالت میں پہنچے۔محمدؐ بن عبداللہ نے بلالؓ کو توحید و رسالت ماننے کی دعوت دی اور بلال بلا جھجک توحید و رسالت کے گواہ بن گئے۔"[16]

"نورانی کرنیں" کے عنوان سے مصنف نے اصحاب رسول ﷺ کے قبول اسلام کے حالات کو انتہائی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔خلف کے آزاد کردہ غلام رباح حبشی کے بیٹے بلال حبشی، علی ابن ابی طالب،ابو قحافہ کا بیٹا عبداللہ بن ابو قحافہ (ابو بکر صدیق)،عثمان بن عفان ،طلحہ بن عبید اللہ ،آپؐ کے پھوپھی زاد رضاعی بھائی ابو سلمہ،سردار قریش سہیل بن عمرو کے بیٹے عبداللہ،عمرو بن عبسہ السلمی کے قبول اسلام کے واقعات مستند کتب احادیث و کتب تاریخ سے بیان کیے گئے ہیں۔

۴۔ عنوان ابواب۔افسانوی اسلوب میں

14- Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik. *Al-Sīrah al-Nabawiyyah* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, n.d.), 704.

15- ʿAzmī, *Mīr Ḥijāz* , 8.

16 -Ibn Saʿd, Muḥammad. *Ṭabaqāt Ibn Saʿd*, 3: 274.

عام طور پر کتب سیرت میں ابواب بندی بچپن، جوانی، نبوت، ہجرت، غزوات، ریاست مدینہ کے عناوین سے ہوتی ہے لیکن "میر حجاز" میں مصنف نے کتاب کو افسانوی عنوانات کے حامل ۲۰ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ جس سے ایک اچھوتا اور منفرد اسلوب نمایاں ہوتا ہے۔ بجائے سادہ عنوانات کے جب قاری عنوانات میں افسانوی اسلوب دیکھتا ہے تو اس کی دلچسپی اور توجہ بڑھ جاتی ہے۔ اس کا تجسس اسے اس کتاب کو ایک ہی نشست میں پڑھنے کی طرف راغب کرتا ہے۔ ایک تو سیرت رسولؐ اور دوسرے اس میں ادبی چاشنی پڑھنے والے کی دلچسپی کو مہمیز عطا کرتی ہے۔

حرم کے مجاور، صبح نور، اندھیری رات، نورانی کرنیں، اندھیروں کے پجاری، نئے افق، دریچے، یوم الفرقان، شہادت گہ احد، غدر و فریب، صبر آزما خندق، فتح مبین حدیبیہ، خیبر کی خرابی، بوریا نشین تاجدار، محبت فاتح عالم، طائف کی لومڑی، جو دلوں کو فتح کر لے، رومن ایمپائر سے ٹکر، سوئے حرم، رختِ سفر

ان عنوانات میں ایک انفرادیت تو موجود ہے، جاذب نظر بھی ہیں۔ لیکن عام قاری کے لیے سیرت کے کسی مخصوص دور کی معلومات تلاش کرنا مشکل ہے کہ کون سی معلومات کس باب میں ملیں گی۔ مثلاً واقعہ معراج کے بارے جاننے کے لیے قاری کے پاس براہ راست کوئی رہنمائی نہیں کہ کس باب میں یہ واقعہ ملے گا۔

۵۔ منظر نگاری

منظر نگاری ایک فنی تکنیک ہے جو قاری پر سحر طاری کرتی ہے، قاری کی دلچسپی کی افزودگی کا ذریعہ ہے، دوران مطالعہ اسے اس امر کا احساس ہوتا ہے کہ وہ ان اہم واقعات کو اپنی آنکھوں کے سامنے رونما ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہے۔ منظر نگاری کے اس فنی تقاضے کو بڑی کمال مہارت کے ساتھ اس کتاب میں استعمال کیا گیا ہے، اس کی مثال اس صنف جیسی دوسری کتب میں عنقا ہے۔ مصنف کا اعتراف ہے کہ اسے تنے ہوئے رسے پر چلنا پڑا۔ سیرت نبویؐ پر لکھنے کی بہت سی نزاکتیں ہیں۔ کئی مشکل مقامات سے گزرنا پڑا۔ کہانی کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے تخیل کی معمولی آمیزش شامل کی گئی ہے۔ جب حضرت عبدالمطلب نے حضرت آمنہ کو حضرت عبد اللہ کی وفات کی خبر دی تو حضرت آمنہ کا جو رد عمل آیا، اس کو یوں بیان کیا ہے:

> "فرط غم سے آمنہ ساکت سی ہو گئیں۔ عبدالمطلب کے وہاں رکنے تک آمنہ کے آنسو رکے رہے۔ حیا و غیرت نے جذبات کو تھامے رکھا۔ جونہی خواتین گھر میں آنے لگیں، عبدالمطلب وہاں سے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی آمنہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ آمنہ کا سہاگ اجڑ گیا، دل کی دنیا ویران ہو گئی، ارمان حسرتوں میں تبدیل ہو گئے۔ آرزوئیں تھیں جو سینے میں ہی دفن ہو کے رہ گئیں۔ کتنے حسین خواب تھے جو شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے۔ کل جو خاتون سب خواتین کے لیے قابلِ رشک تھی۔ آج اس کی حالت قابل رحم تھی۔"[17]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراپا کے بارے ام معبد نے اپنے خاوند کے استفسار کے جواب میں بیان کیا:

> "وہ ایک خوبصورت اور پاکیزہ اخلاق انسان تھا، بڑی توند نے جسے عیب دار نہیں کیا اور گنجے سر نے اسے حقیر نہیں کیا۔ گردن چاندی کی صراحی جیسی، سرمگیں آنکھیں موٹی موٹی، پلکیں لمبی اور گھنی، سر کے بال سیاہ اور قدرے گھنگریالے، درمیانہ قد، نہ اتنا لمبا کہ آنکھ کو برا لگے اور نہ اتنا پست کہ جسے آنکھ حقیر جانے، چپ رہتا

---

[17]- ʿAzmī, *Mīr Ḥijāz* , 36.

تو پُر وقار لگتا اور بات کرتا تو موتی منہ سے جھڑتے۔اس کے ساتھی ایسے کہ جب بات کرتا تو کان لگا کر اس کی بات سنتے اور اگر حکم کرتا تو فوراً حکم بجا لاتے ،نہ ماتھے پر بل ڈالنے والا اور نہ حواس باختہ بوڑھا۔"[18]

۶۔معلومات کی فراہمی لیکن کہانی کی روانی متاثر نہیں

"میر حجاز"کی ایک اور خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں کہانی اپنے تسلسل کے ساتھ رواں دواں رہتی ہے لیکن مصنف جہاں ضروری خیال کرتے ہیں اور جہاں قاری کو مزید معلومات کی ضرورت اور طلب محسوس ہو سکتی ہے،غیر محسوس انداز سے وہاں چند جملوں کے اضافہ کے ساتھ فٹ نوٹ میں معلومات فراہم کرتے ہیں یا پھر تحریری معلومات فراہم کرتے ہیں۔اور پھر کہانی کی طرف واپس لوٹ آتے ہیں۔یہ معلومات پڑھنے والے قاری کے ذوق کی تشنگی کو سیراب کرتی ہیں۔قاری کا اشتیاق اسے آنے والے واقعات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے پر ابھارتا ہے۔ان معلومات سے کہانی کی روانی بھی متاثر نہیں ہوتی اور قاری کی علمی و ادبی تسکین بھی ہو جاتی ہے۔سراقہ بن جعشم نے جب ہجرت کے دوران آپ ﷺ کا پیچھا کیا اور آپ ﷺ نے اسے کسریٰ کے کنگنوں کی بشارت سنائی۔ اس ضمن میں مصنف فٹ نوٹ میں حضرت عمر ؓ کے زمانے میں سراقہ بن جعشم کو کنگن پہنائے جانے کا تذکرہ کرتے ہیں۔اس بات کو بیان کرنے سے قاری کو عام معلومات حاصل ہوتی ہیں کہ کب اور کس وقت سراقہ بن جعشم کو کنگن پہنائے تھے اور کہانی کا تسلسل بھی برقرار رہتاہے۔

"۸ ہجری میں غزوہ حنین کے بعد سراقہ مسلمان ہوئے۔عمر بن خطاب ؓ کے دور خلافت میں ایرانی دارالحکومت مدائن فتح ہوا۔مال غنیمت میں کسریٰ ایران کے کنگن بھی مدینے پہنچے اور حضرت عمر ؓ نے ایک مجمع کے سامنے سراقہ بن مالک کو کسریٰ ایران کے کنگن پہنائے۔"[19]

حبشہ کا ذکر کرتے ہوئے مصنف بیان کرتے ہیں کہ صحابہ ؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ ہم کدھر جائیں تو جواب ملا، حبشہ کی طرف "ھی ارض صدق" وہ سچائی کی سرزمین ہے۔فٹ نوٹ میں مصنف اس کا تعارف یوں کرواتے ہیں:

"براعظم افریقہ کے موجودہ ملک ایتھوپیا کو حبشہ کہا جاتا تھا جو سوڈان سے متصل ملک ہے۔یہ ملک یمن کے ساحل کے بالکل مقابل بحیرہ احمر (Red Sea یا بحیرہ قلزم) کے پار ہے۔حبشہ کے حکمران کو نجاشی کہا جاتا تھا۔اس زمانے کا نجاشی اصحمہ بن حر نامی مسیحی تھا جو عدل پرور حکمران تھا۔"[20]

۷۔واقعات کی زمانی ترتیب کا خیال

ناول کے پلاٹ کا تقاضا ہوتا ہے کہ اس کے مختلف پہلوؤں کو بیک وقت ساتھ لے کر کہانی آگے بڑھائی جائے۔سیرت نگاری کے ضمن میں واقعات کی زمانی ترتیب کلیدی حیثیت رکھتی ہے جس سے سیرت پر مبنی ناول میں قاری کی دلچسپی اور توجہ قائم رہتی ہے ۔ ناول کے پیرائے میں سیرت لکھنے والے اکثر مصنفین نے اس پہلو کو نظر انداز کیا ہے۔زیر نظر تصنیف میں اس پہلو پر بالخصوص توجہ دی گئی ہے۔مصنف بیان کرتے ہیں:

"واقعات کے بیان میں اکثر سیرت نگاروں نے واقعات کی زمانی ترتیب کا زیادہ باریکی سے خیال نہیں رکھا،راقم نے واقعات کو زمانی ترتیب میں بیان کرنے کے لیے جہاں کتب حدیث و سیرت میں بیان کردہ واقعات کے زمانے سے متعلق مختلف روایات میں ترجیح قائم کی، وہاں روایت کے مضمون کی اندرونی شہادت سے بھی اس کی زمانی ترتیب اخذ کرنے کی کوشش کی ہے۔ایسے واقعات جن کی زمانی ترتیب یا واقعے کی

18- ʿAzmī, *Mīr Ḥijāz* , 356.

19 - Al-Suhaylī, ʿAbd al-Raḥmān ibn ʿAbd Allāh. *Al-Rawḍ al-Unuf* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, n.d.), 2:333.

20 - ʿAzmī, *Mīr Ḥijāz* , 222.

تحقیقات میں اختلاف پایا جاتا ہے، اپنی ترجیح کے مطابق کسی ایک بات کو اختیار کر لیا ہے لیکن متن میں اس کی وجوہ ترجیح پر بحث نہیں کی کیونکہ اس سے کتاب کا کہانی پن متاثر ہوتا تھا۔"[21]

۸۔ اخلاقی تزکیہ و تربیت:

تاریخ و مغازی کی کتابوں میں زیادہ تر صرف واقعات و غزوات کے سیاسی اور عسکری پہلوؤں کا تذکرہ ملتا ہے۔ نفوس مطہرہ کی اس اخلاقی تربیت اور تزکیہ کو اجاگر نہیں کیا جاتا جس تربیت کی بدولت یہ افراد جو پہلے ایک بدو معاشرے، غیر مہذب اور کم ترقی یافتہ تہذیب میں شمار کیے جاتے تھے۔ اب ان جیسے نفوس کی مثال و نظیر پیش کرنا ناممکنات میں شامل ہے۔ "میر حجاز" میں مصنف نے احادیث و سیرت کی کتب میں بیان کردہ ان ضمنی واقعات کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے جو غزوات کے دوران پیش آئے اور جن میں قلبی تذکیر اور تزکیہ نفس کا سامان ہے۔ کیونکہ سیرت پر لکھنے کا مقصد حضور ﷺ کے خلق عظیم، محسن انسانیت اور پیغمبر امن و سلامتی ہونے کے پہلو کو اجاگر کرنا ہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد جب عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے انصاری خاتون سے شادی کر لی اور حضور اکرم ﷺ کو زعفرانی رنگ سے اس بارے علم ہوا تو آپؐ نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے حق مہر کا پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا حق مہر ادا کیا ہے۔ آپؐ نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو یہ نصیحت کی:

> "تو ولیمہ کرو، خواہ ایک بھیڑ ہی کے سالن سے۔" اللہ کے رسولؐ نے اظہار مسرت کی تلقین فرمائی۔ اللہ کے رسولؐ نے شادی کو کس قدر ہلکا پھلکا اور سادہ بنا دیا تھا کہ اپنے قریشی عزیز کی شادی کی بھی آپؐ کو اطلاع نہیں اور آپؐ نے بھی اس پر کوئی شکوہ نہیں کیا۔ البتہ حق مہر کی فرضیت اور نکاح اور خوشی کے اظہار کے لیے ولیمہ کرنے پر اپنی پسندیدگی کا اظہار بھی فرما دیا۔"[22]

۹۔ واقعے کا آغاز کسی اہم نقطے سے:

"میر حجاز" میں ہر واقعے کا آغاز کسی اہم نقطے سے ہوتا ہے اور یہ نقطہ ارتکاز ہوتا ہے۔ اس نقطے کو بیان کر کے مصنف قاری کے تجسس کو ابھارتا ہے۔ قاری میں یہ تجسس پیدا ہوتا ہے کہ اس کہانی اور واقعے کی تفصیلات کو جانے۔ ازاں بعد اس نقطے سے ما قبل اور مابعد کی تفصیلات تدریجاً پیش کی جاتی ہیں۔ یہ اہم نقطہ یا واقعہ قاری کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لیتا ہے اور قاری تجسس کے ساتھ آگے بڑھتا ہے کہ اس کے بعد کیا واقعہ رونما ہونے والا ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے قبول اسلام کے ضمن میں لکھتے ہیں:

> "رسول ہاشمیؐ کی پھوپھی اروٰی بنت عبدالمطلب بیمار تھیں۔ عثمان بن عفان ان کی بیمار پرسی کے لیے آئے ہوئے تھے۔ وہ محمد بن عبداللہ کی حقیقی پھوپھی بیضاء ام حکیم کے نواسے تھے۔ کچھ ہی دیر میں محمد بن عبداللہ بھی وہاں آ گئے۔ عثمان بن عفان ان کو بڑے غور سے دیکھنے لگے۔ عثمان کا تعلق قریش کے خاندان بنو امیہ سے تھا۔ وہ ایک اچھے تاجر اور نیک نوجوان تھے۔ عثمان کا اس طرح غور سے دیکھنا ایسا تھا جس کو محمد بن عبداللہ نظر انداز نہ کر سکتے تھے۔"[23]

اس واقعے کو تدریجاً بیان کرتے ہوئے حضرت عثمانؓ کا قبول اسلام اور حضرت عثمانؓ کے چچا حکم بن عاص کا حضرت عثمان کو رسی سے باندھنا بیان کیا گیا ہے۔ حکم بن عاص نے حضرت عثمانؓ کو بتایا کہ جب تک تم اس دین کو نہیں چھوڑ دیتے میں بھی تمہیں

---

[21]- ʿAzmī, *Mīr Ḥijāz* , 8-9.

[22]- ʿAzmī, *Mīr Ḥijāz* , 275.

[23]- ʿAzmī, *Mīr Ḥijāz* , 144.

نہیں کھولوں گا لیکن حضرت عثمانؓ کے انکار اور اسلام پر ڈٹے رہنے کے عزم صمیم کے بعد حکم بن عاص نے حضرت عثمانؓ کو چھوڑا۔

۱۰۔ مکالمہ نگاری

مکالمہ دراصل دو یا دو سے زیادہ کرداروں کے درمیان ہونے والی گفتگو ہے جس سے کہانی کی تاثیر میں اضافہ ہوتا ہے۔ مصنف "میر حجاز" نے سیرت اور واقعات سیرت میں اس ادبی تکنیک کو استعمال کرتے ہوئے پیغام سیرت کا مؤثر ابلاغ کیا ہے۔ مکالمہ نگاری ایسا انفرادی وصف ہے جو "میر حجاز" کو دوسری کتب سیرت سے ممتاز کرتا ہے۔ اس سے قبل ناول کے پیرائے میں لکھی جانے والی سیرت و مغازی کی کتابوں میں مکالموں کا ایسا تنوع اور بہترین ترتیب موجود نہ ہے۔ شاہ نجاشی کا اپنے مخالف اور باغی گروہ سے مکالمہ اس انداز میں رقم کیا گیا ہے:

"قریب پہنچ کر نجاشی نے اپنا گھوڑا روکا اور بلند آواز سے اپنے مقابل باغی لشکر کو مخاطب کیا۔

"اے اہل حبشہ! کیا میں تم پر حکومت کرنے کا سب سے زیادہ حق دار نہیں ہوں؟

کیوں نہیں؟ باغی لشکر سے آواز آئی۔

تم نے اپنے ساتھ میرا برتاؤ کیسا پایا؟

"بہت ہی اچھا"، سب نے کہا۔

"تو پھر تم میرے خلاف کیوں لڑنے آئے ہو؟"

"اس لیے کہ تم نے ہمارا دین چھوڑ دیا ہے اور حضرت یسوع کو عبد کہتے ہو۔"

"تم لوگ حضرت یسوع مسیح کے بارے کیا کہتے ہو؟"

"ہم تو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے ہیں۔"

ان کے اس سوال پر نجاشی نے اپنے کندھے پر اوڑھے ہوئے حُلے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عیسیٰؑ اس سے زیادہ کچھ نہ تھے۔"[24]

۱۱۔ معجزات کے بارے اسلوب

اللہ تعالیٰ نے دین حق کی تبلیغ میں اپنے پیغمبروں کی نصرت و تائید کے لیے اس زمانہ کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے معجزات عطا فرمائے۔ معجزات نام ہی ایسی خوبیوں کا ہے جو اس زمانہ کے علوم میں ماہر افراد کو عاجز کر دیں۔ مصنف نے "میر حجاز" میں پیغمبر اسلام کے معجزات کو نہایت بلیغ اسلوب اور مستند حوالہ جات کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جس کی بدولت وہ معجزات کی بابت افراط و تفریط کا شکار نہیں ہوتے۔ مصنف "میر حجاز" میں اسلوب بیان کے تحت نقطہ آٹھ میں لکھتے ہیں:

> "عمومی طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کو معاشرے کے ایک فرد کی حیثیت سے فطری انداز میں رفتہ رفتہ مقام پاتے دکھایا گیا ہے۔ لیکن بچپن سے لے کر رحلت تک جہاں جہاں معجزات کے واقعات رونما ہوئے اور جو مستند روایات سے ثابت ہیں انہیں بھی بیان کیا ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام کی زندگی میں فطری اسباب اور ما فوق الفطری اسباب ساتھ ساتھ چل رہے ہوتے ہیں۔ انہیں نظر انداز کرنا ممکن نہیں ہے۔ البتہ کوشش یہ کی گئی ہے کہ آپؐ کی جدوجہد میں خوف و امید، خوشی و غم، اطمینان و پریشانی، بھوک، رشتہ داروں

24- ʿAzmī, *Mīr Ḥijāz* , 238-239.

اور دشمنوں کی طرف سے اذیتوں کا احساس، جو انسانی زندگی کا خاصہ ہیں، انہیں بھرپور طریقے سے پیش کیا جائے تا کہ آپ کی زندگی سب انسانوں کے لیے ایک مثال اور نمونے کی حیثیت سے سامنے آئے۔"[25]

جب حلیمہ سعدیہ، حضور ﷺ کو لے کر واپس روانہ ہوئی اور ان کی اونٹنی باقی لوگوں سے آگے نکل گئی تو اس کو یوں بیان کیا ہے:

"اے ابو ذویب کی بیٹی! ذرا ہم پر مہربانی کر" بنو سعد کی عورتوں نے واپسی کے سفر میں حلیمہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"کیوں، کیا ہوا؟" حلیمہ نے پوچھا۔

"اپنی گدھی کو ذرا آہستہ کرو۔"

"کیوں؟" حلیمہ نے پوچھا۔

"تا کہ ہم بھی تم سے آملیں۔"

"پہلے تمہیں میری گدھی کی سُست روی کی شکایت تھی، اب تمہیں اس کی تیز رفتاری پر اعتراض ہے۔" حلیمہ نے کہا۔

"کیا یہ وہی گدھی نہیں جو قدم اٹھانے سے بھی معذور تھی؟"

"گدھی تو وہی ہے۔"

"تو اب اسے کہاں سے پر لگ گئے ہیں کہ یہ اُڑتی چلی جا رہی ہے۔ اسے کیا کھلایا ہے کہ ہماری سواریوں کو بھی پیچھے چھوڑے جا رہی ہے؟"

"یہ سب برکت اس سوار کی ہے۔" یہ کہتے ہوئے حلیمہ نے اپنی گود میں ننھے سوار کی طرف اشارہ کیا۔

اسی طرح شام کے وقت حلیمہ کی بکریاں بھی بھرے پیٹ کے ساتھ واپس لوٹتیں اور تمام گھر والے خوب سیر ہو کر دودھ پیتے۔[26]

۱۲۔ منظرِ غم بر رحلت رسالت مآبؐ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کا واقعہ بیان کرنے کے بعد مصنف لکھتے ہیں:

"وہ آفتاب عالم تاب نظروں سے اوجھل ہو گیا جس نے حجاز کے کوہ و دمن کو ہدایتِ ربانی سے روشن کیا تھا۔ آج چودھویں کا وہ چاند بادلوں میں جا چھپا تھا جس کی چاندنی کی ٹھنڈی کرنیں غمزدہ دلوں کا مرہم بنتی تھیں۔ غم کا ایک پہاڑ تھا جو اہل مدینہ پر ٹوٹ گرا تھا۔ حق کے طلب گاروں کی نگاہوں میں زمین و آسمان گھوم گئے۔ عثمان غنیؓ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ علی المرتضیٰؓ بے حس و حرکت ہو گئے۔ عبداللہؓ بن انیس کا دل ایسا شق ہوا کہ اسی صدمے سے آپؐ کے پیچھے پیچھے خلد نشیں ہو گئے۔ انسؓ بن مالک جیسے نو عمر کو وہ تابناک دن بھی یاد تھا جس دن نبی عربیؐ کا مدینے میں نزول ہوا تھا اور آج جیسا تاریک دن بھی انہوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔[27]

آپؐ کی جگر بتول حضرت فاطمہؓ اس صدمے پر فرط غم سے نڈھال دہائی دے رہی تھیں۔

يا ابتاه اجاب ربا دعاه	ہائے ابا جان! جنہوں نے رب کی پکار پر لبیک کہا
يا ابتاه من جنة الفردوس ما واه	ہائے ابا جان! جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے
يا ابتاه الى جبريل ننعاه	ہائے ابا جان! آپؐ کی وفات کی خبر جبریل کو کون دے گا[28]

[25]- ʿAzmī, *Mīr Ḥijāz* , 9.

[26]- Al-Dārimī, ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Raḥmān. *Sunan al-Dārimī* (Beirut: Dār al-Maʿrifah, n.d.), 1:8–9.

[27]- ʿAzmī, *Mīr Ḥijāz* , 996.

[28]- ʿAzmī, *Mīr Ḥijāz* , 996.

مصنف نے "رختِ سفر" کے باب کو بھی کمال مہارت، ادبی چاشنی، معلومات سے بھرپور اور اصحابؓ کے جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے بہت عمدہ منظر کشی کی ہے۔ جس میں تاریخ کے تمام واقعات بھی موجود ہیں اور اصحاب رسولؐ کے جذبات کو بیان کیا گیا ہے۔

خلاصۂ بحث

میر حجاز سیرتِ نبویؐ کو ناول کے اسلوب میں پیش کرنے کی ایک کامیاب ادبی کوشش ہے، جو فنی معیار، تاریخی استناد اور اخلاقی پیغام رسانی کے امتزاج سے عبارت ہے۔ مصنف نے روایت اور درایت دونوں کا لحاظ رکھتے ہوئے مکالمہ، منظر نگاری، تسلسل، اور جذباتی تاثرات کو سیرت نگاری میں مہارت سے سمویا ہے۔ کتاب کے ابواب، اشعار، حوالہ جات، اور واقعات کی زمانی ترتیب قاری کو سیرت کے مطالعے میں ایک نیا تجربہ فراہم کرتے ہیں۔ اگرچہ چند مقامات پر طوالت یا اسلوبی یکسانیت کے مسائل موجود ہیں، تاہم مجموعی طور پر میر حجاز ایک اہم تخلیق ہے جو سیرت نگاری کے ادبی اسلوب کو نئی جہت عطا کرتی ہے۔ اس مقالے میں اس کی فنی و موضوعاتی جہات کا اجمالی تجزیہ پیش کیا گیا ہے، اور تجویز کیا گیا ہے کہ آئندہ اس پر مزید تفصیلی تحقیقی کام کیا جانا چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Bukhārā: Dār al-Salām, 2000 CE.
* Al-Dārimī, ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Raḥmān. *Sunan al-Dārimī*. Beirut: Dār al-Maʿrifah, 2000 CE.
* Al-Suhaylī, ʿAbd al-Raḥmān ibn ʿAbd Allāh. *Al-Rawḍ al-Unuf*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 2000 CE.
* ʿAzmī, Akhtar Ḥusayn. *Mīr-i-Ḥijāz*. Lahore: Islamic Publications, 2023.
* Farūqī, Muḥammad Aḥsan. *Urdu Nāval kī Tanqīdī Tārīkh*. Lucknow: Sarfarāz Qawmī Press, Idārah Farogh-e-Urdu, 1692 AH.
* Ghāzī, Maḥmūd Aḥmad. *Muḥāḍarāt-e-Sīrat*. Lahore: Al-Faisal Nāshirān, 2007.
* Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik. *Al-Sīrah al-Nabawiyyah*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 2000 CE.
* Ibn Saʿd, Muḥammad. *Ṭabaqāt Ibn Saʿd*. Beirut: Dār Ṣādir, 2000 CE.
* Khān, Muḥammad Tahīr. *Ḍiyāʾ al-Nabī*. Lahore: Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, 2000 CE.
* Mubārakpūrī, Ṣafī al-Raḥmān. *Al-Raḥīq al-Makhtūm*. Lahore: Maktaba Salafiyyah, 2000 CE.
* Muḥammad, Ḥāfiẓ Naʿīm. “Nāval ke Pērāye meṅ Sīrat Nigārī kā Uslūb: Tajziyātī Muṭālaʿa.” *Taḥqīq Nāma* 29 (July–December 2021): 76.
* Rizwī, Khurshīd. “Dil Pazeer Sīrat Kahānī (Taqrīẓ).” In *Mīr-i-Ḥijāz*, by Akhtar Ḥusain ʿAzmī, 6. Lahore: Islamic Publications, 2023.
* Urdu Lughat Board. *Urdu Lughat: Tārīkhī Uṣūl par*. Islamabad: Idārah Farogh-e-Qawmī Zabān, Qawmī Virsa o Saqāfat Division, Government of Pakistan, 2000 CE. https://udb.gov.pk/result.php?search=ناول.